مذہب اسلام کی عظمت وفضیلت

ڈاکٹر اختر مہدی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

دنیا کے تمام نامور دانشور اس حقیقت کا اعتراف کرتے چلے آئیں ہیں کہ اسلام دنیا کا سب سے زیادہ اچھا مذہب ہے۔ اور الٰہی ادیان مذاہب کے درمیان اسلامی تہذیب وتمدن اور فرہنگ وثقافت کو گرانقدر وغنی ترین ثقافت کا درجہ حاصل ہے۔ اس مذہب کی فضیلت کے لئے اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود خداوند عالم نے اس کو اپنا پسندیدہ دین کہہ کر متعارف کیا ہے۔ اس میں وہ سبھی صفات اور خوبیاں جمع کردی ہیں جن کے سایہ میں قیامت تک جنم لینے والی انسانی نسل کامیاب اور ہدایت یافتہ زندگی بسر کرتی رہے گی اور اسلام آئندہ نسل کے جملہ انسانی تقاضوں کو بخوبی پورا کرتا رہے گا۔ شائد اس دین مبین کی غیر معمولی مقبولیت ہی کی وجہ سے اس کے دشمنوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ مذہب عرصۂ دراز سے ظالموں کے وحشیانہ مظالم اور معاندانہ سرگرمیوں کا نشانہ بنا ہوا ہے اور تاریخ کے دامن میں اسلام دشمن حملات اور ان حملات کے مقابلے کا تذکرہ جگہ جگہ محفوظ ہے اور اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ خود پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں آنحضرت اور یہودی وعیسائی علماء کے درمیان مباحثات ومناظرات ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ دونوں کے درمیان مباہلہ کی نوبت بھی آگئی۔ بہر حال پیغمبر نے اسلام دشمن حملات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مختلف جنگوں میں اسلام کے نمایاں اور اعلانیہ دشمنوں کو شکست دیتے ہوئے فتح مکہ کے موقع پر اپنی کامیابی کا اعلان کرتے ہوئے دشمنوں کو یہ باور کرادیا کہ اسلام کو بظاہر شکست نہیں دی جاسکتی ہے اور فقط مکر وفریب اور منافقانہ ہتھکنڈوں کے ذریعہ ہی فرزندان اسلام کو شکست دی جاسکتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے اسلام کی اس غیر معمولی عظمت وفضیلت ومقبولیت کا راز کیا ہے۔ جی

ہاں!اس الٰہی مذہب کی مقبولیت کا اہم ترین راز یہ ہے کہ اس نے انسانی قدروں کا بھرپور احترام کرتے ہوئے ساری دنیا کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کی بھرپور کوشش کی کہ دنیا کی تمام مخلوقات میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔ کائنات کی یہ انجمن انسانوں کے لئے ہی سجائی گئی ہے۔ شائد یہی وجہ ہے کہ اسلام کی مقدس کتاب قرآن پاک نے خداوند عالم کو کسی مخصوص ملک یا جماعت کا خدا نہیں بتایا کہ بلکہ رب العالمین کہا۔[1] قرآن کو محض مسلمانوں کی ہدایت ورہنمائی کا سبب قرار نہیں دیا بلکہ پوری دنیائے بشریت کے لئے مشعل ہدایت قرار دیا[2] اور اپنے پیغمبر کو بھی عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔[3] صرف یہی نہیں بلکہ اس مذہب کے فرائض کی ادائیگی میں بھی انسانی قدروں اور انسانی فطرت کے تقاضوں کی تکمیل کا پورا پورا خیال رکھا۔ جب نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تو محمود و ایاز کو ایک صف میں کھڑا کر کے یہ بتایا کہ بارگاہ عالیہ خداوندی میں تمام لوگ یکساں ہیں۔ جب روزہ کا حکم دیا گیا کہ اے ایمان والو! تم لوگوں پر روزہ واجب قرار دیا گیا بالکل اسی طرح جیسے تم سے پہلے کے لوگوں پر واجب تھا[4] اور جب حج کے لئے دعوت دی تو حکم ہوا کہ ہماری بارگاہ میں آرہے ہو تو دنیوی تزک بھڑک اور اس کی رنگینیوں اور رعنائیوں سے کنارہ کشی اختیار کرنی ہوگی۔ بیش قیمت اور فاخرہ لباس کا ہماری بارگاہ میں کوئی گزر نہیں ہے۔ بلکہ دو کپڑوں سے اپنے جسم کو چھپا کر یہ کہتے ہوئے چلے آؤ کہ معبود تو نے بلایا تو ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں۔[5]" غور طلب امر یہ ہے کہ جب نماز کا حکم دیا گیا تو بالکل اسی لہجے میں زکوٰۃ کی بات کہی گئی[6] جب روزہ کا حکم دیا تو روزہ داروں کو بھوکا رکھ کر بھوکے غریبوں اور مسکینوں کی احوال پرسی کی ہدایت دی گئی اور جب حج کا حکم آیا تو استطاعت کی سپر ساتھ آئی کہ غیر مستطیع افراد کو فریضۂ حج ادا نہ کرنے کا صدمہ نہ ہو۔

مذہب اسلام کی عظمت و فضیلت کا دوسرا اہم راز یہ ہے کہ یہ دین سابقہ ادیان و مذاہب کی تردید و نفی نہیں کرتا ہے بلکہ اپنے سے پہلے کی شریعتوں کی خوبیوں کو اپناتے ہوئے خرابیوں اور بد عنوانیوں کو منسوخ قرار دیتا ہے اور لوگوں کو یہ دعوت دیتا ہے کہ اسلامی شریعت کا بغور مطالعہ اور بھرپور تجزیہ کریں اور بھرپور عقل و شعور کے ساتھ اسلام قبول کریں۔ پتہ یہ چلا کہ جملہ خواہشات کے ساتھ معبود حقیقی کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کر دینے کا نام ہے اسلام۔ اور سر تسلیم خم کرنا یقین ہے۔

یقین تصدیق اعتراف ہے۔اعتراف فرض کی بجا آوری ہے اور فرض کی بجا آوری عمل ہے۔۸

جب اسلام قبول کرلیا تو پھر اب آپ کی ذاتی خواہش، دیرینہ عادت اور قبائلی و خاندانی روایت کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی بلکہ اپنی تمام عادتوں اور روایتوں کو اللہ کی خواہش و خوشنودی کے سانچے میں ڈھالنا لازمی اور شرعی اصطلاح میں واجب ہے۔ اب یہ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ اسلام کی فلاں بات تو ٹھیک ہے لیکن فلاں بات کو طبیعت قبول نہیں کرتی ہے بلکہ طبیعت کو یہ سمجھانا پڑے گا کہ چونکہ اس کام کو اسلامی شریعت ممنوع قرار دیتی ہے اس لئے ہمیں یہ نہیں کرنا ہے چاہے بظاہر اس میں فائدہ ہی فائدہ نظر آتا ہو بلکہ مسلمانوں کو اس بات پر مکمل عقیدہ و ایمان رکھنا چاہیے کہ اسلام نے صرف انہیں اعمال وافعال کو غیر شرعی قرار دیا ہے جس میں نبی نوع انسان کا نقصان ہے اور ایسے کسی کام سے نہیں روکا گیا جس میں نبی نوع انسان کا ذرہ برابر بھی فائدہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری محدود بصیرت والی آنکھیں پوشیدہ نفع و نقصان کو دیکھ نہیں پاتیں اور ہماری محدود عقل رموز خلقت سے کیسے آشنا ہو سکتی ہے۔

اسلام کی سب سے بڑی عظمت و فضیلت یہ ہے کہ اس کے جملہ اعمال و فرائض میں انفرادیت اور اجتماعیت کا سنگم نظر آتا ہے۔پنجگانہ نماز ادا کرنا ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے لیکن ان نمازوں کو باجماعت ادا کیا جائے تو اس کی فضیلت میں اضافہ اور بارگاہ عالیہ خداوندی میں اس کی قبولیت کا امکان بڑھ جاتا ہے۔یومیہ نمازوں کو مقامی مسجد میں پڑھا جاسکتا ہے لیکن جمعہ کی نماز کا جامع مسجد میں ادا کرنا باعث فضیلت قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح عید الفطر کی نماز کو اور زیادہ بڑی اور وسیع جگہ پر (عید گاہ میں) پڑھنا فضیلت کا باعث ہے جی ہاں!پنجگانہ نماز میں نمازیوں کی تعداد محدود ہوا کرتی، جمعہ کی نماز جماعت میں پورے محلے کے لوگوں کا اجتماع نظر آتا ہے اور عید الفطر کے موقع پر علاقے اور اس کے اطراف کے لوگوں کا اجتماع دکھائی دیتا ہے اور حج کے موقع پر یہ اجتماع بین الاقوامی اسلامی اجتماع کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ ہر حاجی انفرادی طور پر حج کے جملہ اعمال و فرائض انجام دیتا ہے لیکن عالمی اسلامی برادری کے مفاد و مصالح کو نگاہ میں رکھنا بھی اس کا اہم فریضہ ہے۔یومیہ نمازوں کے دوران جماعت میں شریک ہونے والے افراد کی بہبودی و بہتری کے لئے کام کرنے کا موقع فراہم ہو جاتا ہے اور اگر بڑے پیانے پر

باہمی تعاون وامداد ممکن نہ ہو تو زبانی طور پر ایک دوسرے کی خوشی میں شریک ہو سکتے ہیں اور جماعت کے ساتھی کے غموں کو بانٹ سکتے ہیں اور آنے والے مصائب کاڈٹ کر اور متحدہ طور پر مقابلہ کر سکتے ہیں۔ نماز جمعہ کے دوران باہمی امداد و تعاون کا یہ دائرہ کچھ اور وسیع ہو جاتا ہے کیونکہ جمعہ کی جماعت میں پورے علاقے اور اس کے اطراف میں آباد سبھی لوگ موجود ہوتے ہیں۔ شائد یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے خطبے کو نماز کا جز قرار دیتے ہوئے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں حالات حاضرہ پر اظہار خیال کے لئے تاکید کی گئی ہے اور خطبے کا یہ دوسرا حصہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ امام جمعہ کا دائرہ اختیار محض مسجد کی چہار دیواری تک محدود نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے سماجی مسائل و معاملات سے بھی اسے پوری طرح آگاہ رہنا ہے۔ ظاہر ہے کہ نماز عیدین اور حج بیت اللہ الحرام کے موقع پر دائرہ کار میں رونما ہونے والی وسعت عالمی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

واضح رہے کہ اسلام دشمن طاقتوں نے طلوع اسلام سے لیکر آج تک ہمیشہ انہیں اسلامی اعمال و عقائد کی تنقید نہیں بلکہ مذمت کی کوشش کی ہے جو یا تو دیگر ادیان و مذاہب میں موجود نہیں ہیں اور اگر ہیں تو ان میں اسلام جیسی عظمت و فضیلت موجود نہیں ہے جیسے مردوزن میں مساوات، سیاست و دیانت شادی و طلاق اور جہاد و شہادت وغیرہ۔

اس حقیقت سے سبھی لوگ واقف ہیں کہ بعض مذاہب کی اسلام سے دیرینہ عداوت رہی ہے اور فرزندان توحید نے میدان جنگ میں ان اسلام دشمن طاقتوں کو اس پسندیدہ9 دین مبین کے عروج کے ابتدائی مراحل ہی میں ایسی شرمناک شکست سے دوچار کر دیا تھا کہ ان طاقتوں نے حیات نبوی کے دوران ہی اسلام کی عداوت میں نفاق جیسے اسلحے کا استعمال شروع کر دیا تھا چنانچہ مدینہ سے پیغمبر کی مختصر سی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان اسلام دشمن طاقتوں کے نمائندوں نے مسجد نبوی کے مقابلے میں ایک بڑی اور وسیع مسجد کی تعمیر کا کام مکمل کر لیا اور جب پیغمبر اکرمؐ جنگ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدینہ واپس تشریف لائے تو منافقین کی اس جماعت نے ان کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ اللہ کے رسول! ہمارے بزرگوں کو طولانی راستہ طے کر کے مسجد نبوی تک آنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے لہٰذا ان کی سہولت کی خاطر ہم لوگوں نے اپنے محلے میں ایک مسجد تیار کر لی ہے اور اس

بات کے منتظر ہیں کہ آپ اس مسجد کا افتتاح فرمادیں۔ پیغمبرؐ نے اپنے اصحاب اور سپاہیان توحید کو حکم دیا کہ اس مسجد کو فوراً گرادیں اور وہ مسجد جس کا ذکر تاریخ کے صفحات میں ''مسجد ضرار''۱۰ کے نام سے آج بھی محفوظ ہے، پیغمبر کی نگاہوں کے سامنے مسمار کردی گئی۔اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی کسی بھی بڑی طاقت میں اسلام کے خلاف اعلانیہ جنگ کرنے کی صلاحیت باقی نہیں ہے کیونکہ پیغمبر اکرمؐ اپنے دور میں ان طاقتوں کا سر کچل چکے ہیں البتہ منافقانہ راہ وروش کے ذریعہ اسلام کی رسوائی اور مسلمانوں کی سرکوبی کا بازار گرم کیا جاسکتا ہے۔دین اور سیاست کے درمیان جدائی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے موقع آنے پر سیاسی اغراض و مقاصد کی خاطر دنیا کے بڑے ایوانوں میں رمضان کے مقدس مہینے میں ''افطار پارٹی'' کا بھی اہتمام کیا جاسکتا ہے، پیغمبر اکرمؐ کی شان میں نام نہاد مسلمانوں کے گستاخانہ بیانات کے ذریعہ ان کے کردار کو داغدار بنانے اور نوجوان نسل کو اپنے پیغمبر سے بدگمان کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ مسئلہ طلاق کے ذریعہ اسلام کا مزاق اڑایا جاسکتا ہے اور آخری مرحلہ میں ہلاکت ودہشت گردی کو جہاد و شہادت جیسے اہم اعمال کا نام دیکر اقوام عالم کو اسلام سے متنفر کرنے کی سازش کی جاسکتی ہے۔واضح رہے کہ شہادت وہ مقدس الٰہی افتخار ہے جو اتنی آسانی سے حاصل ہونے والا نہیں ہے اور خود کو ہلاکت میں ڈالنے کا نام جہاد نہیں ہے۔ یہ جان بالخصوص نوجوانان امت کی جان بہت قیمتی چیز ہے لہٰذا قوم کے دانشور طبقے کا فریضہ ہے کہ جہاد وشہادت جیسے اہم موضوعات کی بھرپور وضاحت کے لئے پیش قدم ہوں تاکہ خدا کی راہ میں اور محض ذات باری تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کی جانے والی نبرد آزمائی کو ہی جہاد کا نام دیا جائے اور دہشت گردی اور آدم کشی پر مشتمل واقعات کو جہاد کے نام سے موسوم کرکے اسلام کی ذلت ورسوائی کی کوشش نہ کی جاسکے اور جان کو ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال کو شہادت کے نام سے نہ یاد کیا جاسکے بلکہ فقط بامقصد سرخ موت کو ہی شہادت کہا جائے۔ جو طاقتیں مسجد کی تعمیر کے ذریعہ مسلمانوں کے پیغمبر کو دھوکا دینے کی کوشش کرسکتی ہیں وہ اس پیغمبر کی امت کے نوجوانوں کو جہاد وشہادت کا مفہوم میں قدرے انحراف پیدا کرکے انہیں اپنے مہلک ہتھکنڈوں کا شکار بھی بناسکتی ہیں۔

حوالے:

ا۔ سورۂ فاتحہ آیہ ۲
۲۔ سورہ بقرہ آیت ۳
۳۔ سورہ انبیاء آیت ۱۰۷
۴۔ سورہ بقرہ آیت ۱۸۳
۵۔ لبیک اللھم لبیک...
۶۔ سورہ بقرہ آیت ۸۴و۸۳
۷۔ آل عمران آیت ۹۷
۸۔ نہج البلاغہ، کلمات قصار ۱۲۵
۹۔ آل عمران آیت ۱۹
۱۰۔ سورہ توبہ آیت ۱۰۷

☆☆☆☆

اپیـــل

قارئین کرام!

بعض ناگفتہ بہ اسباب و عوامل کی وجہ سے ماہنامہ راہ اسلام کی اشاعت کا سلسلہ ایک مدت تک منقطع رہا اب اسے "فصلنامہ" کی شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اور زیر نظر شمارہ اپنی نوعیت کی چوتھی پیشکش ہے جس کی کامیابی وناکامی کا فیصلہ آپ لوگوں پر ہے۔ سر دست مقالہ نگار دانشمندوں اور شاعروں کی خدمت میں یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ وہ اپنی غیر مطبوعہ اسلامی ادبی اور علمی تخلیقات کی طرح زیر نظر پتہ پر ارسال فرمائیں۔ شعراء و مقالہ نگار حضرات کا مناسب اعزازیہ ان کی ادبی تخلیق کی اشاعت کے بعد ان کے پتہ پر ارسال کر دیا جائے گا۔

محمد حسن مظفری
ایڈیٹر
"فصلنامہ راہ اسلام"
۱۸۔ تلک مارگ، نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۱